

مکمل چہار

شینہ نصیر

Safar-e-Adab
BEING THE STRING OF YOUR KITE



مکمل جہاں



از قلم شیرہ نصیر

All Rights Reserved

Copyright: Shizza Naseer (Author)

Published by: Safar-e-Adab

Published On: safareadab.com

To get published with us, contact us via email or website:

safareadab.com

khanumaira@safareadab.com

adab@safareadab.com

Note: We don't charge anything to publish online. If anyone charges any kind of fee in order to publish your write-ups in the name of Safar-e-Adab, please don't try to go ahead with them and immediately report them using the contact us button on our website. Thank you

ضروری بات

مکمل جہاں کے تمام جملہ حقوق لکھاری "شیزہ نصیر" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہوگی۔ بغیر اجازت کہانی کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔

اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔



اس نے کمرے کی کھڑکی سے باہر اپنی خوبصورت آنکھوں سے وہ منظر دیکھا جو اسے بالکل بھی خوبصورت محسوس نہیں ہوا تھا۔ وہ بد دل تھی یا شاید وہ منظر وہ منظر نہیں تھا جو وہ کبھی دیکھا کرتی تھی۔ وہ منظر جو اس کے پہلے گھر کے باغ سے نظر آیا کرتا تھا۔ پہلا گھر؟ پہلا گھر تو اس کے ماں، باپ کا گھر تھا لیکن ان کے مطابق اصل گھر تو شوہر کا گھر ہوتا ہے لیکن اب وہ بھی تو اس کا گھر نہیں رہا۔ جہاں وہ اب ہے یہ تیسرا گھر ہے۔ عورت کا گھر کون سا ہے؟ اس نے سوچا۔ کشمکش نے اسے مزید الجھایا لیکن پھر وہ کہیں اسی گھر کو سوچنے لگی جو گھر کبھی اس کا ہوا کرتا تھا۔ اسے سب یاد آنے لگا تھا۔ گھر میں موجود چھوٹے سے باغ کی دیوار پر بیٹھے وہ مور... وہاں سے نظر آتا ہوا دن کا چاند، شام کے وقت ڈھلتا ہوا سورج، جس کی سرخی کو وہ اپنی اداس سُرخ آنکھوں میں سمو لیا کرتی تھی۔ اس کے گھر کا وہ دروازہ جس کی چوکھٹ پر اس نے رخصت ہونے کے بعد پہلا قدم رکھا تھا۔ اس نے سب خیال نظر انداز کئے اور واپس حال میں آئی۔ وہ اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں سوچنا چاہتی تھی۔ اس کے لب حرکت نہ کئے۔ وہ سامنے کا منظر دیکھتے ہوئے بالکل خاموش کھڑی باہر دیکھتی رہی۔ ماضی سے آتے ہوئے کسی کے وعدوں کی گونج اس کے کمرے میں گونجنے لگی۔ اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا تو کوئی وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ وہاں اکیلی تھی۔ بس گونج تھی تو کسی کے فریب کی۔ وہ واپس مڑی اور صوفے پر آ بیٹھی۔ جس پر سردیوں کی سنہری دھوپ تھی جو جسموں پر پڑتی تو سکون بخش جاتی۔ سورج کی دھاری دار شعاعیں کھڑکیوں کو پار کرتے ہوئے عقیقہ پر اپنے نشان چھوڑ رہی تھیں۔ وہ پھر سے ماضی کے شور کردہ واقعات میں گم ہو گئی۔ اس نے پہلی ناکام شادی سے ایک بار ٹھیس کھانے کے بعد دوبارہ کبھی اس راہ جانے کا نہیں سوچا تھا۔ پہلی طلاق نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا۔ اندر کی ٹوٹ پھوٹ کے ساتھ اس کا اعتبار بھی ٹوٹ چکا تھا۔ وہ آج سے کچھ ماہ پہلے تک دوبارہ شادی کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی اور نہ ہی کبھی "مرد" اور اس کی محبت پر یقین رکھنا چاہتی تھی لیکن کیا ہم جیسا سوچتے ہیں ویسا ہوتا ہے؟ شاید نہیں! اسے اپنی پہلی طلاق یاد تھی۔ اسے اپنا پہلا شوہر بھی یاد تھا۔ اسے اس کے کہے گئے آخری جملے بھی یاد تھے۔ آخری بار اس نے کہا تھا کہ "میں ایک بد قسمت مرد ہوں کہ مجھے تم جیسی عورت ملی ہے" کیونکہ اسے اپنی بیوی کے علاوہ ہر عورت حسین اور بھلی دکھتی تھی۔ بالآخر طلاق ہو گئی۔ اس کے بعد معاشرے کی وہی "طلاق ایک داغ ہے۔" والی باتیں جو اس نے مضبوطی سے سہیں۔ طلاق کے بعد عورت کو باتیں کرنا اور اس پر ترس کھانا یہ سب عام ہے۔ عورت پر کیوں ترس کھایا جاتا ہے یا اسے کیوں طلاق پر گندی قیاس آرائیاں سہنی پرتی ہیں؟ کیونکہ وہ کمزور ہے

؟ عورت ہے؟ وہ یہی سب سوچ رہی تھی کہ اتنے میں کمرے کا دروازہ کھلا۔ تیمور سفید شرٹ اور بلیک ڈریس پینٹ پہنے ہوئے عجلت میں اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے کی تازگی اور بالوں کی بناوٹ ابھی تک ویسی ہی تھی جیسے تھوڑی دیر پہلے تھی۔
وہ چونکی۔

"کیا ہوا؟" اس نے تیمور سے پوچھا کیونکہ ابھی تو وہ آفیس کے لئے نکلا تھا۔ عقیفہ کے سوال پر وہ خاموش رہا اور الماری کی طرف بڑھ گیا۔ عقیفہ اور تیمور کی شادی کو پندرہ دن گزر چکے تھے۔ عقیفہ کی دوسری شادی تیمور کے ساتھ ہوئی تھی لیکن ان دونوں کے مابین ایک "خاموش تعلق" تھا۔ وہ دونوں اپنے اپنے حصے کے ڈسے ہوئے لوگ تھے۔ عقیفہ کو اکثر لگتا کہ تیمور جذبات سے خالی ہے یا پھر عقیفہ کا وجود تیمور کے لئے ہونا یا نہ ہونا ایک برابر ہے۔ اس خاموش تعلق کے باعث عقیفہ کو محسوس ہونے لگا تھا کہ شاید وہ دونوں زبردستی اس بندھن میں باندھ دئے گئے ہیں یا پھر ان دونوں کو ایک دوسرے کو سمجھنے کے لئے وقت درکار ہے۔ عقیفہ مرد سے عاری اور تیمور عورت سے عاری تھا۔ عقیفہ سمجھتی تھی کہ مرد پتھر ہے جو عورت کو کچھ نہیں سمجھتا۔ اس کے ذہن میں پہلی شادی کے صدمے نے ایسی ہی بے اعتباری پیدا کر دی تھی۔ دوسری جانب تیمور کا ماننا تھا کہ عورت مردوں کے دکھوں سے کہاں واقف ہوتی ہے۔

وہ الماری میں کچھ ڈھونڈ رہا تھا۔ BEING THE STRING OF YOUR KILL

"آپ کچھ ڈھونڈ رہے ہیں؟"

"ہاں! میں ایک فائل گھر بھول گیا ہوں۔ وہی ڈھونڈ رہا ہوں۔"

"وہ میں نے رکھی ہے۔ ایک منٹ۔"

عقیفہ اب تک صوفے سے اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی۔ وہ اس کے برابر میں جا کھڑی ہوئی۔ اپنے پیروں کی ایڑیوں کو اٹھا کر اس نے اوپر والے خانے سے فائل نکالی۔ فائل نکالتے ہی الماری کے ایک کونے میں لگے چند کاغذات بھی نیچے آگرے۔

"یہ ہے آپ کی فائل۔"

"شکریہ۔"

وہ ہلکے سے مسکرایا اور فائل دیکھنے لگا۔

مسکراہٹوں کے تبادلے کے بعد وہ نیچے کاغذات اٹھانے کے لئے جھکی۔ ان کاغذات کے ہمراہ اسے ایک لڑکی کی تصویر پڑی نظر آئی۔ جس میں وہ لڑکی گلابی رنگ کا جوڑا زیب تن کئے ہوئے مسکرا رہی تھی۔ وہ ایک ہاتھ میں کاغذات لئے زمین پر ایک پاؤں اور دوسرے گھٹنے کے بل بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں تصویر موجود تھی۔ تیمور کی نظر اس کے ہاتھ میں موجود تصویر پر جا پڑی۔ اس نے فوراً تصویر اس کے ہاتھ سے پکڑی اور اس سے اپنی نظریں ملائے بغیر اپنا رخ کھڑکی کی جانب کرتے ہوئے تصویر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔ وہ بڑبڑایا۔

"گولڈ ڈگر۔"

عفیفہ اس کی اس حرکت پر اسے دیکھتی رہ گئی۔ تیمور نے تصویر کے ٹکڑے کمرے میں موجود ایک لکڑی کے صاف ستھرے کڑے دان میں پھینک دئے۔ فائل پکڑی اور ہوا کے گھوڑوں پر سوار کمرے سے باہر نکل گیا۔ عفیفہ حیرت سے کھڑی رہی۔ پھر اس نے ہاتھ میں موجود کاغذات کو واپس الماری میں رکھنا شروع کر دیا۔ اسی دوران دوبارہ دروازہ کھٹکا۔ وہ چونکی۔ وہ سمجھی کہ پھر دروازے پر تیمور ہے لیکن اس کی نند کمرے میں داخل ہوئی۔

"بھابی! بھائی واپس آئے تھے کیا؟"

"ہاں فائل گھر رہ گئی تھی وہ ہی لینے آئے تھے" اس نے اپنا رخ الماری کی طرف کئے ہوئے تھی۔

"بھابی میں چائے بنا رہی تھی۔ آجائیں اکٹھے پیتے ہیں" ثمن بات کرتے کرتے الماری تک آکھڑی ہوئی تھی اور ادھر ادھر دیکھتی ہوئی بولی۔

"بھابھی؟"

"ہاں۔"

"یہ تصویر کس نے پھاڑی ہے؟"

عفیفہ نے اس کے ہاتھ میں تصویر کا ایک ٹکڑا دیکھا۔ جس میں دائیں جانب کا تھوڑا سا چہرہ واضح تھا۔

"فائل نکالتے ہوئی مل گئی اور تمہارے بھائی نے پھاڑ کر پھینک دی۔"

"اوو وہ!! سمجھ گئی اچھا ہے اگر پھینک دی ہے۔" اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

شمن نے اس تصویر کے ٹکڑے کو مڑورتے ہوئے مٹھی میں دبا لیا۔ دونوں اکٹھی کمرے سے نکل رہی تھیں۔

"ویسے یہ کون ہے؟ عفیفہ کو تشویش ہوئی۔"

"بھائی نے آپ کو نہیں بتایا؟"
"کیا؟"

"ہانیہ کے بارے میں؟" BEING THE STRING OF YOUR KITE

"نہیں! عفیفہ جھنجھلاتے ہوئے بولی۔"

"مطلب۔۔ ہو سکتا ہے وہ بتانا نہ چاہتے ہوں۔ تھی کوئی؟"

"اس کا مطلب آپ سمجھ گئیں ہیں۔"

"سمجھ تو آرہا ہے لیکن، کیا؟"

"لیکن کیا، کزن ہے ہماری۔ بھائی اس سے شادی کرنا چاہتے تھے لیکن ہو نہیں سکی۔"

"کیوں نہیں ہو سکی؟"

عفیفہ کے سوال پر ثمن نے گہری سانس لی۔

"اُس نے جب دیکھا کہ بھائی اپنے کریئر کو بنانے کے لئے ابھی اسٹرگل کر رہے ہیں تو پھر بس اس نے ایک بہت ہی امیر رشتے کو prefer کیا۔ ڈیمانڈز بھی اس کی ختم نہیں ہوتی تھیں۔ مطلب اگر یہ سب کرنا تھا تو محبت کرنے کی اداکاری تو نہ کرتی۔ پانچ سال تعلق میں وہ یہ تک نہیں جان پائی کہ بھائی محنتی ہیں کچھ نہ کچھ ضرور کر لیں گے۔ صحیح بتاؤں تو اس نے بھائی کو تعلق کے پانچ سال تک جھوٹی محبت، محبت کر کے بعد میں ریجیکٹ کر دیا۔"

اس نے آخری جملہ دھیمے سے عفیفہ کو آگے ہوتے ہوئے کان میں کہا۔ کچن میں آتے ہی ثمن چائے کے لئے پانی رکھنے لگی۔

"عورت کے پاس اختیار ہوتا ہے ریجیکٹ کرنے کا؟"

"ہوتا ہے بھابھی، مرد اور عورت دونوں کے پاس ہوتا ہے۔ جو جسے چاہتا ہے ریجیکٹ کر دیتا ہے۔"

عفیفہ سنجیدگی سے کچھ سوچنے کے انداز میں کھو گئی۔ اس کو عجیب سا محسوس ہوا۔ اس کا دھیان پھر تصویر کی جانب گیا۔ اس نے سوچا کہ ہم دونوں ہی من پسند لوگوں کے دھتکارے ہوئے ہیں لیکن وہ تو شادی شدہ نہیں تھا۔ میں تو تھی اور بعد میں طلاق یافتہ بھی کہلائی۔ اس نے سوچا۔ اسے اپنی خالہ ساس کی بات یاد آئی جب اس نے انہیں تیمور کی امی یعنی اس کی ساس کو کہتے سن لیا تھا کہ...

"تیمور کے لئے تم کوئی اور دیکھ لیتی یہ تو طلاق یافتہ ہے۔ کنواری نہیں ہے یہ تو۔"

لیکن ان سے کون کہے کہ تیمور بھی تو کسی عورت کے ساتھ پانچ سال تعلق میں رہ چکا ہے۔ مرد کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن عورت کو تعلقات یا طلاق کے بعد گندے جملوں سے مارا جاسکتا ہے۔ وہ یہی سوچتی رہی۔ وہ مرد کے بارے میں جو بھی سوچتی تھی۔ اس سب میں اس کا کوئی قصور نہیں تھا۔ وہ جس وقت سے گزری تھی اس کے لئے دنیا وہی آئینہ پیش کرتی تھی۔ جس میں مرد ظالم ہے اور عورت پر طلاق کا دھبہ اسے کسی کے چہرے پر موجود دھبوں سے بھی زیادہ نظروں میں سوال پیدا کرتا ہوا نظر آتا تھا۔ پھر یوں ہی دن گزرتے گئے۔ تیمور کا وہی سنجیدہ مزاج رہا۔ وہ صبح نکل

جایا کرتا اور رات کو گھر آ جایا کرتا کھانا کھاتا اور سو جاتا۔ ایک دن اس نے تیمور کو خوشگوار موڈ میں دیکھتے ہوئے اس سے پہلی بار چند باتیں کیں۔ جس میں عقیفہ نے اس سے پوچھا کہ۔

"آپ ہانیہ کو پسند کرتے تھے؟"

"کون ہانیہ؟"

"وہی جس کی تصویر آپ نے اس دن پھاڑ دی تھی۔"

وہ خاموش ہو گیا اور وقفے کے بعد بولا۔

"کس نے کہا؟" اس کے انداز میں سنجیدگی اتر آئی۔

عقیفہ جواباً خاموش رہی۔ اس نے ثمن کا نام لینا مناسب ہی نہ سمجھا۔ تیمور اس کو خاموش پاتے ہوئے سمجھ گیا اور بولا۔

"آئندہ یہ بات مت کرنا اور نہ ہی مجھے اس بارے میں کوئی بات کرنی ہے۔"

عقیفہ بھی اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے خاموش ہو گئی۔ اس نے مزید اصرار نہیں کیا۔ وہ اس بات پر راضی رہتی کہ اگر اس کا کوئی قریبی بات نہیں کر پارہا۔ تو وہ ناراض ہونے کی بجائے خاموش ہو جاتی کیونکہ کچھ درد بانٹے نہیں جاتے بلکہ جب ان کا زکر چھیڑ دیا جائے تو وہ درد مزید بڑھ جاتے ہیں۔ لیکن دوسری جانب ہی عقیفہ اس کشمکش کا بھی شکار تھی کہ وہ اس کی بیوی تھی۔ پھر بھی کیوں وہ ہانیہ کے بارے میں اسے کچھ نہیں بتانا چاہتا تھا۔ میں بھی تو اس سے اپنے ماضی کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی۔ اس نے سوچا۔ چند دن مزید گزر گئے اور تیمور کسی کام سے اسلام آباد کے لئے نکل گیا۔ ان دو دنوں کے دوران تیمور نے اسے ایک بھی فون کال نہیں کی۔ وہ کمرے کی کھڑکی میں کھڑی سوچتی رہی کہ تیمور شاید ساری محبت اپنی پہلی محبت پر لٹا چکا ہے اور اب اس کے پاس مجھے دینے کے لئے کچھ بھی نہیں۔ کچھ لوگوں کے حصے میں محبت کبھی نہیں آتی۔ وہ کسی کی پہلی یا آخری محبت نہیں ہوتے۔ عقیفہ بھاری دل کے ساتھ یہ سب سوچتی رہی۔ سوچوں کا سفر بھی بہت ازیت ناک ہوتا ہے۔ وجود خود ہی سب سوال کرتا ہے اور خود ہی سب جواب دیتا ہے۔ ان جوابات میں سے اور سوال نکلتے ہیں جن کے تمام تر جوابات لبوں پر آنے تک بے وجود رہتے ہیں۔

شام کی اس جُنگ ہوا کے جھونکے نے اسے آچھوا۔ وہ گہری سانس لیتے ہوئے چونکی۔ اسی دوران اس کی ساس کمرے میں داخل ہوئی۔

"عفیہہ!"

"جی؟" وہ مسکراہٹ سجائے اب کھڑکی سے ہٹ چکی تھی۔

"کل صبح تیمور اسلام آباد سے واپس آرہا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ کل کوئی ایک ڈش تم اس کی پسند کی بناؤ۔"

"یہ تو ایک اچھا آئیڈیا ہے۔" وہ پُر جوش انداز میں بولی۔

"تو بتا دو کیا بناؤ گی؟ تاکہ میں کاظم کے ساتھ جا کر سامان لے آؤں۔ وہ اس کے سُسر کا نام لیتے ہوئے بولی۔

"میں بریانی اچھی بنا لیتی ہوں، میرے خیال میں یہی ٹھیک رہے گی۔"

ہاں یہ صحیح ہے۔ باقی میں خود دیکھ لیتی ہوں کہ کیا کرنا ہے اور کچھ منگوانا ہے؟

"نہیں کچھ ایسا تو ابھی زہن میں نہیں ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ اب میں جاتی ہوں۔" اس کی ساس کے انداز میں بھرپور شفقت تھی۔ وہ اسی پُر جوش انداز میں کمرے سے باہر نکل گئی جس پُر جوش انداز میں وہ داخل ہوئی تھی۔

مجھے اور کیا کرنا چاہئے تیمور کے لئے۔ اس نے سوچا۔ وہ اپنی ورڈراب کی جانب گئی اور کچھ پہننے کے لئے دیکھنے لگی۔ انہوں نے کیا کیا ہے میرے لئے؟ ابھی تک نافون کال کی اور نہ ہی ایک پھول تک دیا ہے۔ وہ مایوس ہوئی۔ انداز کی پُر جوشی اب زرا مدہم ہوئی۔ کیوں نہ میں ہی انہیں پھول دے دوں۔ اگر وہ ابتدا نہیں کر پارہے تو مجھے ہی کر دینی چاہئے۔ اگر عورت مرد سے اس چیز کی خواہش رکھتی ہے کہ وہ اسے گلاب پیش کرے گا تو مرد کو بھی تو عورت سے اس چیز کی خواہش ہوتی ہوگی کہ وہ اسے گلاب پیش کرے۔ میں نے پہلی شادی بچانے کے لئے بھی کیا، کیا نہیں کیا۔ اب اس کا

دھیان پھر پہلی شادی کی طرف نکل گیا لیکن اس نے اس بار کسی بھی منفی بات کو زیادہ دیرے ک نہ سوچنے کی ٹھانی تھی۔ وہ جوڑے کو صوفے پر رکھتے ہوئے خود کلامی کے انداز میں بولی۔

"عفیفہ کل تم ہی تیمور کو گلاب دو گی۔"

اگلے دن تیمور بخیریت اسلام آباد سے واپس لاہور پہنچ گیا۔ سب نے مل کر ایک ساتھ دوپہر کا کھانا کھایا۔ وہ ایک چھوٹا سا خاندان تھا۔ تیمور، وہ اس کی نند، ساس اور سسر۔ دوپہر کا کھانا انتہائی خوشگوار ماحول میں کھایا گیا۔ اس دن عفیفہ کو بہت عرصے کے بعد ایک انجانی سے خوشی کا احساس ہوا تھا۔ وہ بہت خوش تھی۔ تیمور معمول کی مطابق خاموش ہی تھا لیکن خوش تھا۔ ثمن کی باتوں پر مسکرا رہا تھا۔ دوپہر کے کھانے کے بعد کچھ دیر سب کے ساتھ گپ شپ کے بعد تیمور کمرے میں آرام کے لئے چلا گیا۔ ثمن اور عفیفہ کچن میں برتن سمیٹنے میں مصروف ہو گئیں کہ ثمن بولی۔

"بھابھی جائیں نہ پھول لے کر۔"

"جار ہی ہوں۔"

"عفیفہ نے کچن کی ایک شلف پر رکھے پھول پکڑے۔"

"Common daisy ہی ہیں نہ؟" ثمن نے پوچھا۔
BEING THE STRING OF YOUR KITE

"ہاں لیکن تم نے مجھے daisy کیوں منگو کر دئے ہیں؟"

عفیفہ اُن خوبصورت سفید پھولوں پر نظر ڈالتی ہوئی بولی۔

"بھابھی آپ نے ہی تو کہا تھا کہ آپ کو Daisy پسند ہیں۔"

"ہاں لیکن، ہو سکتا ہے تمہارے بھائی کو یہ پسند نہ ہوں تبھی میں نے گلاب لانے کا کہا تھا۔"

"بھائی کو ہر قسم کے پھول پسند ہیں اور رہی بات گلابوں کی تو وہ میں آپ کو کبھی نہ منگو کر دیتی۔ وہ ان کی اُس چڑیل
ایکس کو پسند تھے۔ پاگل تھی وہ سُرخ گلابوں کے پیچھے۔" ثمن کا انداز مزاحیہ تھا۔ اس کے انداز پر عقیفہ کھل کر ہنسی اور
بولی۔

"آہستہ بولوسن لیں گے۔"

"وہ نہیں سنتے اب اس چڑیل کا ذکر۔ اب آپ جائیں۔"

عقیفہ نے کچن سے نکلتے ہوئے خود کو آئینے میں دیکھا اور Daisy لئے کمرے میں داخل ہوئی۔ جیسے ہی وہ اندر داخل
ہوئی تیمور صوفے پر بیٹھا کسی کے ساتھ فون پر مصروف تھا۔ اس نے اپنا سُرخ عقیفہ کی جانب موڑا۔ وہ سفید لباس زیب
تن کئے ہوئے، ڈیزنی ہاتھوں میں تھا۔ وہاں کھڑی اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ عقیفہ کے کھلے بال اس کے کاندھوں
سے نیچے گرے ہوئے تھے۔ تیمور ٹھہری نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ وہ اسے اس وقت بہت خوبصورت لگی تھی۔ تیمور
کے انداز میں تھوڑی سی حیرت جھلکی۔ وہ اپنے قدم آگے بڑھاتے ہوئے صوفے کی جانب گئی۔

"ٹھیک ہے بعد میں ہوتی ہے بات۔" وہ فون کال پر خدا حافظ کہہ رہا تھا۔ وہ فون رکھ چکا تھا۔ فون رکھنے تک عقیفہ ایک
بھر پور مسکراہٹ کے ساتھ اسی صوفے پر اس کے پہلو میں آ بیٹھی۔ وہ مسکرایا اور بولا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

"یہ کیا ہے عقیفہ؟"

"پھول ہیں آپ کے لئے۔" یہ کہتے ہی اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"میرے لئے؟"

"ہاں! میں نے سوچا آپ نے تو دینے نہیں مجھے یہ پھول۔ میں ہی آپ کو دے دیتی ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے
جواب دیا۔

دونوں کے مابین مسکراہٹوں کے تبادلے تھے۔ تیمور نے پھولوں کی مہک کو محسوس کرنے کے لئے انہیں اپنے چہرے کے پاس کیا اور کھل کر مسکرایا۔ اس کے چہرے سے وہ اس کی خوشی کا اندازہ لگا سکتی تھی۔

"ساری زندگی میں نے پھول دئے ہیں۔ آج کسی سے لے کر اچھا محسوس ہو رہا ہے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

عقیفہ نے قہقہہ لگایا۔ وہ اس کی اس بات سے محظوظ ہوتے ہوئے کہنے لگی۔

"دوسروں کو پھول دے دئے ہیں تبھی جب بیوی کی باری آئی ہے تو آپ اسے پھول دینا بھول گئے ہیں۔" اس نے یہ بات ایک خاص مسکراہٹ کے ساتھ کہی۔ تیمور سمجھ گیا تھا۔

"تمہارا اشارہ ہانیہ کی طرف ہے نہ؟" تیمور کی نظریں اب پھولوں پر تھیں۔ وہ پھر ان کی خوشبو محسوس کرنے لگا۔

"نہیں میں نے تو بس آپ کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے لیکن، اگر آپ کچھ بتانا چاہتے ہیں تو بتا سکتے ہیں۔" وہ اپنے پیر اوپر صوفے پر رکھتے ہوئے بولی۔

"کزن ہے میری۔ میں اسے پسند کرتا تھا۔ وہ رُکا اور پھر بولا۔ اس نے مجھے سٹیبل نہ پاتے ہوئے تب کسی پیسے والے آدمی سے شادی کر لی تھی۔ باقی کچھ خاص نہیں ہے بتانے کو۔"

وہ گہری سانس لیتے ہوئے کہنے لگا۔ BEING THE STRING OF YOUR K

"عورتیں کیا جانیں مردوں کے دُکھ، کمانا بھی ہے اور پھر زیادہ کمانا ہے۔ اگر ایسا نہیں تو ہمیں من پسند عورت تک نصیب نہیں ہوتی۔ لوگ کہتے ہیں کہ مرد کچھ بھی کر لے اسے کون ہے پوچھنے والا؟ لیکن کبھی تم نے بے روزگار مرد کو معاشرے کے سوالوں کے سامنے سر جھکائے دیکھا ہے؟ وہ شاید آج بولنا چاہتا تھا۔

عقیفہ اس کی ان باتوں اور اس کے چہرے کے بدلتے ہوئے انداز پر غور کرتی رہی اور کہنے لگی۔

"سچی محبت کبھی کوئی نہیں چھین سکتا۔ پیسا بھی نہیں۔ اسے آپ سے محبت نہیں تھی۔"

تیمور نے ہاں میں دھیمے سے کھوئے کھوئے انداز میں سر ہلایا۔

"پیساسب چھین لیتا ہے، مطلب خرید لیتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک وقت پر آکر سبھی عورتیں ایسی ہو جاتی ہیں۔ انہیں صرف پیسا چاہئے ہوتا ہے۔"

وہ یہ کہتے ہی خاموش ہو گیا۔

"سبھی تو نہیں ہوتیں۔۔۔ مطلب کہ"

عفیفہ بات کرتے ہوئے رُکی۔

"کہ؟؟؟؟؟ نہیں ہوتیں؟" اس نے ابرو اچکاتے ہوئے اس کی جانب دیکھا۔ پھر وہ عفیفہ کی بات پر مسکرایا اور بولا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ عورت، عورت کے ساتھ بیٹھ کر کب ایک دوسرے کی ہمدرد ثابت ہوتی ہے؟ عفیفہ اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ وہ بولا۔

جب وہ ایک اپنی مخالف جنس یعنی "مرد" سے عاجز اپنے اپنے مسائل زیر بحث لاتی ہیں جو ان سب میں مشترک ہوتے ہیں لیکن، مرد تو مردوں میں بیٹھ کر بھی اکیلا ہے۔ اگر مرد کے پاس کم پیسا ہو تو دنیا تو دور کی بات ہے اسے اپنی بیوی بھی صرف دھتکار ہی دیتی ہے۔ وہ بولتا گیا۔

"میں تو ایسی عورت نہیں۔" BEING THE STRING OF YOUR KITE

"کیا تم مرد سے عاجز نہیں؟ وہ پھر مسکراتے ہوئے پوچھنے لگا۔ وہ بحث میں بھی اطمینان سے کام لیتا، مسکراتا اور لفظوں سے مات دیتا تھا۔ لیکن عفیفہ کو اس کی مسکراہٹ کچھ عجیب معلوم ہوئی۔

عفیفہ خاموش رہی۔

"جانتا ہوں کہ تم ہو" وہ کہنے لگا۔

وہ شاید اس کی پہلی شادی کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔

"میں ظالم مرد سے عاجز ہوں" عفیفہ نے پُر سکون انداز میں صوفے کی ٹیک کے ساتھ بازو ٹکاتے ہوئے کہا۔

"اور میں ظالم عورت سے۔"

تیمور دھیمے سے کہتے ہی خاموش ہو گیا۔ عقیفہ اس کا جواب سن کر خاموش ہو گئی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ دونوں اپنی اپنی مخالف ذات کے ڈسے ہوئے ہیں۔ بات مرد و عورت کی نہیں۔ انسانوں کی ہے۔ یعنی کوئی بھی کسی کے ساتھ بھی برا کر سکتا ہے۔ ہم عورتیں سمجھتی ہیں کہ مرد ظالم ہے اور مرد سمجھتا ہے کہ عورت ظالم ہے، لیکن یہ مقابلہ ہمیں کہیں بھی نہیں پہنچا سکتا اور نہ ہی ایک "مکمل جہاں" بنانے میں ہمارے لئے مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ مرد و عورت اپنی اپنی جگہ بالکل درست نقطے اُٹھا رہے ہیں لیکن ہم دونوں جنسیں ایک دوسرے کو سمجھنے کی بجائے لفظی اور کردار کی جنگ میں مصروف ہیں۔ اگر ایسا ہی رہا تو مرد عورت سے عاری اور عورت مرد سے عاری رہے گی۔ دونوں جنسیں ایک دوسرے کے مسائل سے منہ موڑے مقابلوں میں مصروف رہیں گی۔ اس نے ان دونوں کے مابین ایک لمبی خاموشی پر سوچا۔ تیمور شکریہ کہتے ہوئے پھولوں کے ہمراہ وہاں سے اُٹھ گیا۔ اب وہ تمام سوالوں کے جواب ڈھونڈنے لگی تھی۔ عورت، مرد، اور معاشرہ کون کس سے عاجز ہے اور کیوں ہے؟ مرد اور عورت الگ الگ نہیں ہیں۔ ایک ہی سپیشیز ہیں دونوں کے انسان ہونے کے ناطے اپنے اپنے دکھ ہیں، اپنی اپنی sense of judgment ہے۔ وہ اب باریکی سے سب سمجھنے لگی تھی۔ وہ اسے اس دکھ سے نکالنا چاہتی تھی۔ جو اسے اس کی پہلی محبت سے ملا تھا لیکن تیمور کو ایسا لگتا تھا کہ شاید عقیفہ اس کی پہلی محبت کے بارے میں جان کر اسے اس لڑکی کے نام پر شادی کے کچھ سالوں کے بعد طعنے دے گی یا شک کا شکار ہو جائے گی لیکن وہ غلط ثابت ہونے والا تھا کیونکہ وہ واقعی اسے اس دکھ سے نکالنا چاہتی تھی۔ آخر اتنے سال کسی کو چاہنے کے بعد اسے ریجیکشن ملی تھی۔ وقت گزر تا گیا اور اسی طرح ان کی شادی کو ایک مہینہ گزر گیا۔ ایک دن عقیفہ نے اتوار کی صبح تیمور کو بالکونی سے باہر نیچے دیکھا۔ وہ سامنے والے پارک میں سیر کے لئے جا رہا تھا۔ اس نے فوراً چادر خوبصورتی سے اوڑھی اور اس کے پیچھے چل دی۔

"تیمور؟" اس نے اسے پکارا۔ وہ رُک گیا۔

"وہ تیزی سے چلتی ہوئی اس تک جا پہنچی۔"

"تم کیوں آگئی؟"

"بس دل چاہا تو آگئی۔ کیوں میں نہیں آسکتی؟"

"نہیں آسکتی ہو۔" وہ بولا۔

"ہممم!!! ویسے بھی میں نے سوچا کہ ہماری شادی کو ایک مہینہ ہونے کو ہے اور مجھے یہ سمجھ نہیں آرہا کہ آپ کیسے انسان ہیں۔ آپ کیوں اتنے خاموش ہیں۔"

عفیفہ نے ایک دم اس کے برابر چلتے ہوئے کہہ ڈالا۔ وہ چاہتی تھی کہ ہم دونوں ایک دوسرے کے بارے میں بات کریں۔ وہ جاننا چاہتی تھی کہ وہ اس کے بارے میں کیا سوچتا ہے کیونکہ اس نے ایک طلاق یافتہ عورت سے شادی کی ہے۔ لیکن پھر وہ خاموش ہو گئی۔ وہ دل کی باتیں دل میں ہی کرتی رہ گئی۔ اسے سمجھایا گیا تھا کہ اپنے دوسرے شوہر کے سامنے پہلی طلاق کے صدموں کا زکرمٹ کرنا کیونکہ مرد ماضی جان جائیں تو حال میں جینا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ سب باتیں اس کے ذہن میں ازیت کو تشکیل دے رہی تھیں۔ وہ اس کے ہمراہ چلتی گئی اور کچھ نہ بولی۔

"تم مجھے جاننا چاہتی ہو اور مجھے کہتی ہو کہ میں کیوں چُپ ہوں۔ جواب تمہیں مل چکا ہے" تیمور نے ہلکے سے کہا۔
"کیا مطلب؟"

"تم بھی تو ایک خاموش عورت ہو عفیفہ۔ تم بھی تو کچھ بولو۔"

عفیفہ نے تیمور کی جانب دیکھا۔ سامنے پارک آچکا تھا۔ وہ دونوں پارک میں داخل ہوتے ہی واکنگ ٹریک پر چلنے لگے۔

"میں عورت ہوں۔ عورت کو بچپن سے سمجھایا جاتا ہے کہ خاموش ہو جانا۔"

"عورت خاموش رہنے والی چیز نہیں۔ مظلوم مت بنو"

عفیفہ اس بات پر طنزیہ مسکرائی اور اس کی جانب دیکھے بغیر چلتی رہی۔

"کچھ معاملات پر عورت نہیں بول سکتی تیمور"

"تمہارے ساتھ جو ہوا ہے اس بات کو تم ہر عورت پر لاگو نہیں کر سکتی۔"

"مردوں کے لئے آسان ہے جب چاہا عورت کو مظلوم بنا ڈالا اور جب چاہا ظالم بنا ڈالا۔ عقیفہ نے بات کو جاری رکھا۔

"آپ کہتے ہیں مظلوم مت بنو۔ اس سے پہلے کسی نے مجھے کہا تھا کہ تم ظالم ہو۔ بری ہو۔ اور میں ایک بدنصیب مرد ہوں کہ تم۔۔۔۔۔۔" عقیفہ نے اس سرد صبح میں کھٹکتی ہوئی آواز میں ادھی بات کہی اور خاموش ہو گئی۔

"کس نے کہا تھا تمہیں ظالم اور برا؟ تمہارے پہلے شوہر نے؟

عقیفہ چلتے چلتے ٹھہر گئی۔ اسے یوں لگا کہ صرف وہ نہیں، سب ٹھہر چکا ہے۔ وہ پرندوں کا درختوں سے آتا ہوا شور، صبح کی خُٹک ہوائیں، پتوں کی سرسراہٹ سب کچھ، تیمور اس سے دو قدم آگے بڑھا پھر رُک کر اسے واپس مڑ کر دیکھنے لگا۔ وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ سمجھی کہ شاید ساری عمر تیمور اس کے پہلے شوہر اور پہلی ناکام شادی کا زکر کرتا رہے گا۔ کاش یہ جملے میرے منہ سے نہ نکلتے۔ اس نے سوچا۔

تیمور نے شرمندہ ہوتے ہوئے اپنے دو قدم واپس پیچھے موڑے۔

"میرا مطلب کچھ ایسا نہیں تھا عقیفہ۔"

عقیفہ ہاتھ باندھے اس سے نظریں ملانے بغیر پھر تیزی سے اسی وانگ ٹریک پر آگے بڑھنے لگی۔ ایک خاموشی نے ان دونوں کے مابین لمحے بھر کا وقفہ لیا۔ عقیفہ ایک مضبوط شخصیت کی مالک تھی لیکن آج اسے اپنا اندر بہت ہی لاغر محسوس ہو رہا تھا۔ عقیفہ کی آنکھوں میں نہ چاہتے ہوئے بھی نمی چھائی۔ وہ جانتی تھی کہ مرد، عورت کی آنکھوں کی نمی کو کہاں سمجھ پاتا ہے لیکن وہ غلط ثابت ہوئی۔

"میرا مطلب تمہاری آنکھ میں آنسو لانا نہیں تھا عقیفہ" وہ hoodie کہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے سامنے دیکھتے ہوئے

بولا۔

"آپ کا جو مطلب بھی ہو لیکن میں نے سنا تھا مرد عورت کا ماضی جان جائے تو۔۔۔۔۔"

"تو؟"

"کچھ نہیں۔" عقیفہ نے بات ختم کر دی۔

"ادھر بیٹھو۔"

تیور نے اس کو وہاں موجود ایک مینچ پر بیٹھنے کا کہا۔

وہ اسے بیٹھاتے ہی اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔

"میں تمہارا ماضی جانتا ہوں عقیفہ۔ سب جانتے ہوئے بھی میں نے تم سے نکاح کیا ہے۔"

"سب جانتے ہوئے بھی؟"

عقیفہ نے اس کو سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"مطلب کہ مجھے اس سب سے مسئلہ نہیں ہے اور نہ ہی مجھے تمہاری پہلی شادی سے کوئی لینا دینا ہے۔ اگر مجھے تمہاری پہلی زندگی سے کوئی مسئلہ ہوتا تو میں یہ شادی ہی کیوں کرتا؟ لیکن تم کیسے سمجھ پاؤ گی۔ عورتیں مرد کو صرف وہی سمجھتی ہیں جو وہ سمجھنا چاہتی ہیں۔ اس لئے اب ختم کرو اس بحث کو۔"

BEING THE STRING OF YOUR KITE

عقیفہ کو اس کی باتیں حیران کرنے لگیں۔

کیا واقعی ایسے بھی مرد موجود ہیں جو عورت کو عزت دیتا جانتے ہیں۔ اس نے سوچا۔

"میں خاموش رہتی ہوں کیونکہ میں کچھ نہیں کہنا چاہتی۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ میں ڈرتی ہوں"

وہ وہیں بیٹھے بیٹھے آہستہ آہستہ سب کہنے لگی اس کی آواز لڑکھڑاہی تھی۔ ضبط ٹوٹ رہا تھا۔

"خاموش رہتی ہو، کیا نہیں بتانا چاہتی؟" تیمور نے تجسس بھری نگاہیں ایک بار اس کے چہرے پر غور کرتے ہوئے ڈالیں۔

اس نے گہری سانس لی۔ وہ گہری سانس جو اس کا ضبط توڑ رہی تھی۔

"کہو عقیفہ، میں سن رہا ہوں۔"

"میں تشدد کا شکار رہ چکی ہوں۔ یہی وجہ میری پہلی طلاق کی تھی۔ میں بہت بہادر نہیں تھی۔ اس سب نے مجھے زہنی دباؤ اور اذیت میں رکھا ہوا ہے۔ اسی لئے مجھے اس دنیا کہ آئینے نے مرد کا جو روپ دکھایا ہے میں اسی پر یقین کرتی ہوں۔"

اسے یہ سنتے ہی دکھ ہوا۔ وہ اسے غور سے دیکھ رہا تھا۔

"دیکھو عقیفہ انکل یعنی تمہارے ابو، ان کو دیکھا ہے کہ وہ تم سے کتنا پیار کرتے ہیں؟ کبھی سوچا ہے کہ کیسے انہوں نے تم سب بہنوں کو پالنے کے لئے محنت کی ہوگی؟ کیا وہ مرد نہیں؟"

"وہ خاموشی سے سن رہی تھی اور وہ انتہائی شفقت سے کہہ رہا تھا۔"

"مرد تو اس دنیا کے آئینے میں کس قدر تھکا ہوا بھی ہے۔ ہر مرد بھی برا نہیں ہوتا۔ ایک جیسا نہیں ہوتا۔"

"آپ بھی تو عورت کو صرف اس آئینے سے دیکھ رہے ہیں جس سے آپ دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ کے مطابق سب عورتیں ایک وقت پر ایک جیسی ہو جاتی ہیں۔"

یہ کہتے ہوئے وہ آنکھوں میں نمی کی ہلکی سی چمک لئے تیمور کی نظریں خود پر محسوس کرتے ہوئے فوراً اٹھ گئی۔

تیمور اس کے ہمراہ چلنے لگا۔

"دیکھو ہم سب نے وہی دیکھا ہے جو ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ عورتیں بھی اور مرد بھی۔ ہم ایک دوسرے سے اختلافات رکھتے ہوئے لڑ رہے ہیں۔ ایک دوسرے کے مسائل سے منہ موڑ رہے ہیں۔ مرد اور عورت برے نہیں

- انسان ایسے ہیں۔ انسان برے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ایسا ہو سکتا ہے۔ یہ دنیا مرد اور عورت کی بحث سے آگے کی ہے۔ دونوں خوبصورت زندگی کے ضامن ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کے بغیر مکمل نہیں۔ دونوں مل کے مر ہی "مکمل جہاں" بنا سکتے ہیں۔ ضرورت ہے تو صرف ایک دوسرے کو سمجھنے کی ضرورت ہے ناکہ مخالف جنس کو منفی کردار بناتے ہوئے لڑنے کی ضرورت ہے۔ عورت تو بہت مضبوط ہے بلکل تمہارے جیسی۔"

یہ بات سنتے ہی اس نے تیمور کی جانب دیکھا۔ یہ باتیں تیمور میں کس تبدیلی کا نتیجہ تھیں؟ وہ سمجھ نہ پائی۔ لیکن تیمور سمجھ گیا تھا کہ دونوں جنسوں کے اختلافات مکمل جہاں کبھی نہیں بنا سکتے۔ تیمور نے وہاں گلاب لگے پھولوں کو چھوتے ہوئے ایک پھول توڑ ڈالا اور عقیفہ کو تھما دیا۔ وہ بے یقینی سے اس لمحے اسے دیکھ رہی تھی۔ تب اس نے جانا کہ سب مرد بھی برے نہیں ہوتے اور تیمور نے بھی اس کا ساتھ محسوس کرتے ہوئے جانا کہ ہر عورت بھی اس کی پہلی محبت جیسی نہیں ہوتی۔ عقیفہ گلاب کا وہ پھول دیکھتے ہوئے مسکرائی۔ وہ دونوں مسکراتے ہوئے گلابوں کی خوشبوؤں میں لپٹے چلتے چلتے دور جانکے۔ وہ صبح مرد و عورت کی تفریق توڑ چکی تھی اور ایک دوسرے کا ساتھ انہیں سمجھا چکا تھا کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے بغیر مکمل جہاں سے محروم ہی رہتے ہیں۔ اُن کی محبت ہی ایک دوسرے کو مکمل جہاں فراہم کر سکتی ہے اور عقیفہ کے جہاں کو تیمور مکمل کر چکا تھا۔

BEING THE STRING OF YOUR KITE

☆☆☆☆

ختم شد

بقلم: شیزہ نصیر

سفر ادب کی جانب سے ناولوں کی پی ڈی ایف کاپی کو ہر غلطی سے ماورا بنانے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ کسی بھی طرح کی غلطی پائی جانے پر اسے محض اتفاق سمجھا جائے۔ ہماری ٹیم کے تیار شدہ پی ڈی ایف کے تمام جملہ حقوق سفر ادب کے نام محفوظ کر لیے گئے ہیں۔ کسی ادارے یا شخص کی جانب سے ہمارے کام کو اپنے آفیشل استعمال میں لانے کی کوشش کو غیر قانونی سمجھ کر سفر ادب کی جانب سے کارروائی کی جاسکتی ہے۔

- ٹیم سفر ادب